جناب محمد عرفان خٹک
ایم فل۔ اکوڑہ خٹک

پروفیسر افضل رضا مرحوم
(ایک مختصر تعارف)

اکوڑہ خٹک اوراقِ تاریخ میں علم و عرفاں کی شمع ضوفشاں اور صاحب سیف و قلم خوشحال خان خٹک (۱۰۲۲ھ/۱۱۰۰ھ) کا مسکن و مدفن ہونے کی وجہ سے نمایاں مقام رکھتا ہے۔ اس مردم خیز مٹی نے ہر زمانہ میں اربابِ نظر اور اصحاب قلم باکمال اور بے مثال تاریخ ساز شخصیات کو جنم دیا ہے۔ جس پر علم و ادب کی دنیا ہمیشہ نازاں رہے گی۔ اور علم و فن کا ہر متلاشی ان رہنما اہل قلم کے تفکرات و تخیلات کا سہارا لے گا۔ اس لحاظ سے اکوڑہ خٹک کے ہر باسی کو علم و عرفان ورثے میں ملا ہے اور یہ بھی امر مسلم ہے کہ خوشحال بابا نے اکوڑہ خٹک سے علم و ادب ننگ و شجاعت اور غیرت و حمیت کی جو مشعل روشن کی تھی وقتاً فوقتاً اسے روشن رکھنے کے لئے فطری تخلیق کاروں اور خداداد ذہانت و فطانت رکھنے والے ادیبوں شاعروں نے اس روایت کو زندہ رکھا۔ اس طرح کے علمی و ادبی شخصیات جید علماءٗ محققین اور نقادوں میں پروفیسر افضل رضا (۱۹۴۰ء تا ۲۰۰۱ء) بھی شامل ہیں۔ موصوف نہ صرف بلند پایہ شاعر و صاحب طرز ادیب اور مانے ہوئے ڈرامہ نویس تھے بلکہ تاریخ فلسفہ مذہبیات اور اخلاقیات پر بھی عبور رکھتے تھے۔ ادبی دنیا میں پروفیسر رضؔا سے شہرت رکھنے والا مایہ ناز ادیب ''شیر افضل'' موضع اکوڑہ خٹک میں یٰسین خیل خٹک کے ایک علمی ادبی گھرانے میں مرحوم عبدالمجید خان کے ہاں یکم فروری ۱۹۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ علمی ذوق و شوق ان کی سرشت میں شامل تھا۔ اسی وجہ سے میدان علم میں انہوں نے جہد مسلسل سے کامیابی حاصل کر کے فلک علم پر خورشیدِ درخشندہ کی طرح چمکا۔ مرحوم نے ۱۹۶۳ء میں پشاور یونیورسٹی سے ایم اے پشتو کی ڈگری حاصل کی اور کلاس میں اول اور یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ بعد میں اردو اسلامیات اور فارسی میں بھی ایم اے کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا اسی طرح انگریزی ادب میں ایم اے پریویس اور ایم فل کی ڈگری بھی ان کے تعلیمی ریکارڈ کا حصہ ہے۔

پروفیسر افضل رضا مرحوم کا شیرازۂ حیات عشق الٰہی اور خمیرِ زندگی اتباع سنتِ نبویہ تھا اور ان کے تخلیات و تفکرات انوار الٰہی سے منور تھے۔ ان کے جہاں بین نظروں میں زمانہ کی تمام کروٹیں اور لیل و نہار کی تمام گردشیں سمٹ کر یکجا ہو گئی تھیں۔ شیخ الحدیث و شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالحقؒ (۱۹۰۶ء۔۱۹۸۸ء) کی صحبت کی وجہ سے دینی اور مذہبی کتب کا مطالعہ بھی نصیب ہوا تھا۔ ان فیوض و برکات کی بناء پر مرحوم نے صفحۂ ہستی پر اپنے علم و فن کا لوہا منوایا۔ فرائض حج کے بعد ان کے عشق الٰہی اور حُب رسولؐ میں اتنی شدت وحدت پیدا ہوئی کہ دو بار اپنی شریک حیات اور بڑے

صاحبزادے ڈاکٹر ارشد رضا کی ہمسفری میں عمرہ کی سعادت بھی حاصل کی۔ پابندیء صوم وصلوۃ اور کثرت تلاوتِ قرآن مجید وفرقان حمید کے باعث دل میں حفظ قرآن کی تڑپ پیدا ہوئی اور آخری عمر میں حفظ شروع کیا اور تقریباً بیس پارے حفظ کیئے۔ عشق حقیقی کے سوز وگداز سے بھرے ہوئے نعتیہ کلام کے پانچ مجموعے ''حرم دَمینے۔ دَمدنی آقا پر درکینے۔ خیرالانام تہ سلام۔ یا نبی سلام علیک۔ صلوا علیہ وآلہ'' ان کے معجز بیانی اور موثر کلامی کے مثالی نمونے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ سیرت نگاری میں بھی مرحوم رضا کا زورِ قلم مانا ہوا تھا۔ اردو اور پشتو میں ''آفتاب رسالت اغیار کی نظر میں ''اور رحمۃ اللعالمین'' جیسی شہکار تصانیف پر قومی سیرت کانفرنس کے موقع پر ۱۹۹۳ء تا ۱۹۹۶ء مسلسل چار مرتبہ سیرت النبیؐ ایوارڈ سے نوازا گیا۔ اسی طرح غیر معمولی تحقیقی اور تاریخی کاوشوں اور علمی ادبی خدمات انجام دینے پر سرکاری اور غیر سرکاری تنظیموں کی جانب سے ۳۰ ایوارڈ وانعامات حاصل کر چکے تھے جن میں سب سے اعلیٰ اعزاز تمغہ امتیاز تھا۔

مرحوم کی چند تصانیف یہ ہیں۔

(۱) پشتو نثر کی تاریخ (۲) پشتو ڈرامہ کی تاریخ (۳) پشتو غزل (۴) تخلیق وتنقید
(۵) پٹ ستوری (۶) اجمل اور غزل (۷) رستم سہراب (۸) آفتاب رسالت
(۹) اردو کے پشتون شعراء (۱۰) راحت زاخیلی کے افسانے وغیرہ وغیرہ

پشتو ڈرامائی ادب میں بھی پروفیسر افضل رضا صف اول کے ڈرامہ نویسوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ۱۹۶۴ء میں ریڈیو کے لئے ''تورہ چی تیریزی'' کی ٹائٹل سے ایک ڈرامہ تحریر کیا۔ جسے نسلی تعصب کے خاتمہ کے سلسلے میں ایک کامیاب کوشش قرار دیا جاتا ہے۔ انہوں نے ۱۹۶۰ء سے ریڈیو اور ۱۹۶۸ء سے ٹیلی ویژن کے لئے ڈرامہ لکھنے کا باقاعدہ آغاز کیا اور اردو پشتو کے تقریباً ۱۴ سیریلز تحریر کیئے۔ جن میں 'منزل' مثال' احساس' اور تتے ڈیوے کو شہرت عام حاصل ہوئی۔ وفات سے چند ماہ قبل ''لٹون'' کے نام سے سلسلہ وار ڈرامہ تحریر کیا جس کی پہلی قسط پروڈیوسر اعجاز نیازی نے ۱۳ جنوری ۲۰۰۲ء کو پشاور مرکز سے ٹیلی کاسٹ کیا۔

پروفیسر افضل رضا نے ۱۸ برس پشتو پروفیسر اور ۷ برس پرنسپل کی حیثیت سے مختلف کالجوں میں درس وتدریس کے فرائض انجام دیئے۔ پشتو ادب کے فروغ میں رضا مرحوم کا جو حصہ ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا تصنیف وتالیف کے شغل پر آپ نے اپنی متاع حیات کے اکسٹھ برس صرف کیئے۔ آپ کی آخری تصنیف اپنے پیرومرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی حیات طیبہ سے متعلق تھی۔

آپ پشتو ادب میں تذکرہ نگاری کے موضوع پر (P.hd) پی ایچ ڈی کا مقالہ تحریر کررہے تھے کہ آپ کو مالکِ حقیقی نے ۳۰ دسمبر ۲۰۰۱ء کو اپنے پاس بلالیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون O